رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔

ایڈیٹر۔ غلام نبی۔ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

جلد ۷ | مورخہ ۲۸ جون ۱۹۲۰ء | دوشنبہ | مطابق ۱۱ شوال المکرم ۱۳۳۸ھ | نمبر ۹۹

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

ایام زیر رپورٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت کسی قدر ناساز رہی۔ لیکن الحمد للہ اب آرام ہے ۔

کئی دن سے گرمی سخت پڑ رہی تھی۔ ۲۶ جون صبح کو بارش کا معمولی سا چھینٹا پڑا۔

مسٹر محمد احمد ساگر چند صاحب یہاں سے لاہور تشریف لے گئے ہیں۔ جہاں سے سکندر آباد جائینگے۔ اور پھر عنقریب ولایت روانہ ہو جائینگے۔ احباب ان کو دعاؤں میں خاص طور پر یاد رکھیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امریکہ میں تبلیغ اسلام کی رپورٹ

نمبر (۱)

اللہ کریم کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے اس خاکسار کو اپنی رحمت و کرم۔ غفاری اور ستاری سے یہ توفیق مرحمت فرمائی کہ اسکے مقدس دین کی اشاعت اور کلمہ حق کی تبلیغ کیواسطے اس ملک میں پہونچا۔ سب سے پہلا مرحلہ جو عاجز کو اس راہ میں پیش آیا یہ تھا۔ کہ اس ملک امریکہ صوبجات متحدہ کے افسران محکمہ امیگریشن اس امر کے مخالف ہوئے۔ کہ ایک مسلم مشنری اس ملک میں اپنا کام کرے۔ سمندری سفر کی صعوبات اٹھانے کے بعد جب یہ خادم دین محمدی کنارہ امریکہ پر پہونچا۔ تو محکمہ ہذا کے افسروں نے [illegible] گھنٹہ کی سوال بازی کے بعد [illegible]

سنا دیا۔ کہ آپ اس ملک میں داخل نہیں ہو سکتے۔ جس جہاز پر آئے ہو۔ اسی پر واپس چلے جاؤ۔ میں نے ان کے اس فیصلے کو نامنظور کیا۔ اور ان کے بڑے افسروں کے پاس محکمہ سیکرٹریٹ میں جو دارالخلافہ واشنگٹن میں ہے۔ اپیل کی اجازت چاہی۔ جو حاصل ہوئی۔ مگر حکم ہوا۔ کہ تا فیصلہ اپیل میں شہر میں نہ جاؤں۔ اور نہ لوگوں سے ملاقات کروں۔ بلکہ کنارہ سمندر پر ایک مکان میں الگ رہوں۔ گویا اپنے آپ کو ایسا سمجھوں کہ ابھی جہاز سے نہیں اترا۔ وغیرہ وغیرہ۔ بہت سی تکالیف اٹھانے اور بڑے لڑائی جھگڑوں اور مقدمہ بازی کے بعد جس پر کثیر رقم خرچ ہوئی۔ آخر دو ماہ کے بعد اپیل منظور ہوئی۔ اور اجازت ملی۔ اور اب عاجز نے شہر نیویارک میں اسلامی جھنڈا تبلیغ کا کھڑا کر لیا ہے۔ فالحمد للہ۔ اس عرصہ میں عشق محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں جو غم خاکسار نے کھائے۔ وہ [illegible] خوشی کے ساتھ [illegible]

کا پہلا مشنری توحید کا نعرہ لگاتا ہوا اس ملک میں داخل ہوگیا

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

اسلامی مشنریوں کے راہ میں ایک بڑی بھاری جو مشکل تھی وہ دور ہوگئی - گویا کفر کے قلعہ کی ایک بڑی دیوار ٹوٹ گئی ہے اور عظیم الشان فتح کی راہ کھل گئی ہے - فالحمد للّٰہ -

اس رکاوٹ اور بندش کے زمانہ میں اگرچہ شہروں میں جانے اور ملنے کی اجازت نہ تھی - تاہم خدا کے فضل سے ان لوگوں کے درمیان جو بعض اور وجوہات مثلاً پاسپورٹ میں نقص - یا کسی عضو میں نقص یا رشتہ داروں کا بروقت استقبال کے لئے نہ پہونچنا وغیرہ وغیرہ وجوہات سے وہاں ٹھیرتے رہے ان کو تبلیغ کا موقعہ ملتا رہا - اور ان میں سے ایک جماعت نے اللہ تعالیٰ سے توفیق پاکر عاجز کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا - جن کی تفصیل انشاء اللہ اگلی رپورٹ میں دی جائیگی - اس کے علاوہ اپیل کے کاغذات میں اور دوران مقدمہ میں مختلف موقعہ پر کئی سو صفحہ کے کاغذات عاجز نے اپنی صفائی میں دین اسلام کی خوبیوں اور اس کی تعلیم کی برکات پر لکھے اور پیش کئے - گویا سب سے اول تبلیغ اس ملک کے اعلےٰ حکام کو کی گئی - جو انشاء اللہ ہمیشہ کیواسطے سرکاری دفاتر میں ریکارڈ رہے گی - ایک جلد حصہ اول انگریزی ترجمہ قرآن شریف اور بعض دیگر تبلیغی کتب بھی شامل مثل کی گئیں ۞

اس ملک میں اسلام اور اہل اسلام کے متعلق نہایت ہی غلط خیالات پھیلے ہوئے ہیں - جو زیادہ تر عیسائی مشنریوں کی وجہ سے آئے ہیں - اور یہی سبب ہے - کہ یہ قوم ترکی سلطنت کی سخت مخالف ہورہی ہے - ہر روز اخباروں میں نہایت ہی مخالفانہ مضامین مغالطہ دہی سے بھرے ہوئے شائع ہوتے ہیں - سب سے اول عاجز نے ان مضامین کی تردید اور دین اسلام اور مسلمانوں کی تائید میں مختلف اخباروں اور رسالوں کو مضامین لکھنے شروع کئے ہیں - چنانچہ اس وقت تک قریباً بیس مضامین چھپ چکے ہیں لیکن اخبار اور رسالے نہیں میرے مضمون شائع ہوتے ہیں - اگر کوئی صاحب چاہیں - تو ان کو بھیجے جاسکتے ہیں - بشرطیکہ ان کی قیمت اور خرچ روانگی کیواسطے کچھ رقم پیشگی آجاوے) لیکچروں اور نمازوں کے واسطے ایک وسیع ہال لے لیا گیا ہے - مگر اسکے جانے - روشنی - فرنیچر - ٹائپ رائٹر کلرک - مشین الفضل ؟ ؟ انجیوسٹ اخباروں میں اشتہارات و دیگر

تبلیغی ضروریات کے واسطے بہت سا روپیہ درکار ہے - جس کیواسطے اللہ تعالےٰ پر بھروسہ ہے -

وحسبی ربی من کل مرجی

اس ملک میں زندگی کے اخراجات کا ہندوستان سے تو کیا مقابلہ انگلستان سے بھی دگنے چوگنے ہیں - ایک چھوٹا سا کمرہ جس میں ایک چارپائی اور ایک دو کرسیاں آجائیں - کم از کم چالیس ڈالر ماہوار میں ملتا ہے - یعنی قریباً ڈیڑھ سو روپیہ یہ غریبانہ گذارہ ہے - اور ذرا اچھا کمرہ ہو - تو کم از کم تین سو روپیہ ماہوار کرایہ ہوگی - باوجود اسکے سوائے شب باشی کے اور کسی کام یہ کمرہ نہیں آسکتا - سونے کے کمرہ میں کسی سے ملاقات نہیں کرسکتے - نہ دفتر رکھ سکتے ہیں - اول تو اس میں گنجائش ہی نہیں - دوسرا اس ملک میں یہ معیوب سمجھا جاتا ہے - ہوٹل میں ایک وقت کا کھانا معمولی خوراک کم از کم ایک ڈالر میں ملتا ہے ۞

امریکہ ایک وسیع ملک ہے - ہر شے بڑے اور اعلےٰ پیمانہ پر بنائی جاتی ہے - مکانات دس منزل بیس منزل - تیس منزل اونچے ہیں - بعض اس سے بھی زیادہ - بجلی کے جھولوں میں بیٹھ کر اُوپر جاتے اور نیچے آتے ہیں - انگلستان کی نسبت لوگ زیادہ ملنسار ہیں - مگر اسلام کے متعلق نہایت ہی غلط خیالات انمیں پھیلے ہوئے ہیں - مزید حالات آیندہ انشاء اللہ لکھے جائینگے ہندوستان کے تجار جو چاہیں - ان کو تجارتی کاروبار میں مدد دیجائیگی - بشرطیکہ ضروری اخراجات ملاقات و خطوط نویسی محنت کلرک وغیرہ کیواسطے وہ صاحب اپنے خط کے ساتھ امدادی رقم پیشگی ارسال فرمائیں - کیونکہ اس ملک میں بغیر ٹائپ شدہ خطوط لکھنے کے اور اچھی پوزیشن میں اپنا اعتبار ثابت کرنے کے بڑے سوداگروں تک رسائی مشکل ہے -

والسلام - ۱۰ مئی ۱۹۲۰ء

مفتی محمد صادق - شہر نیویارک

Mufti Mohd Sadiq
1847 Madison Avenue.
New York city,
U. S. America.

لفافہ پر پتہ پورا انگریزی میں ہو - ٹکٹ اڑھائی آنہ - روپیہ بذریعہ منی آرڈر یا کسی بنک کا چیک ۞

لطیفہ - یہاں تمام اہل ہند [illegible]

الفضل کے سالانہ وی پی

خدا تعالےٰ کے فضل سے الفضل کی جلد ہفتم یکم جولائی ۱۹۲۰ء کے پرچے کے ساتھ ختم ہوجائیگی پورے سو نمبر دئے گئے ہیں - بالسوائے کسی اشد مجبوری کے کوئی ناغہ نہیں کیا - حتیٰ کہ عید کی تعطیل بھی نہیں منائی جاتی ۞

اسموقعہ پر الفضل کے بہت سے خریدار ایسے ہیں - جنکی قیمتیں ختم ہوجاتی ہیں - اسلئے جولائی کے پہلے ہفتے ہی میں وی پی کئے جائینگے - جنکی وصولی کیلئے معزز معاونین الفضل کو تیار رہنا چاہیئے ۞

کاغذ بہت گراں ہورہا ہے اور موجودہ آمد ہرگز اخراجات کی متحمل نہیں ہوسکتی - میری درخواست پر دو تین بزرگوں نے توجہ فرمائی ہے - بابو غلام محمد صاحب فورمین لاہور نے ایک روپیہ اعانت کا بھجوادیا اور جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے ۱۰ روپے سالانہ کا وعدہ فرمایا - جزاہم اللہ احسن الجزاء -

میری رائے میں قیمت کا مستقل طور پر بڑھانا ٹھیک نہیں اگر ایک ماہ تک گرانی کا یہی حال رہا - تو ایک ایک روپیہ اعانت کاغذ کا وصول کر لیا جائیگا - فی الحال دوستوں کو چاہیئے کہ توسیع اشاعت کی طرف توجہ فرمائیں - اور یہ سالانہ وی پی جو عنقریب ارسال ہونیوالے ہیں وصول کرلیں واپس بصیغہ انکاری نہ آویں ورنہ پرچہ بطور امانت رہیگا جب تک چندہ ششماہی یا سالانہ وصول نہ ہوگا -

مینیجر الفضل قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۸ - جون سنہ ۱۹۲۰ء

سچّی آزادی

لاہور کے اخبار "بندے ماترم" میں ایک نام نہاد مسلمان نے یہ تحریک کی ہے کہ اسوقت جبکہ اہل ہند ملکی آزادی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں انہیں چاہیئے۔ کہ مذاہب کے پھندے سے بھی اپنے آپ کو آزاد کریں اور اس کا نام اس نے "سچی آزادی" رکھا ہے۔ اور لکھا ہے:۔

"آئینی جدوجہد میں لوگ سرگرم ہیں۔ قیدیں بھگت رہے ہیں۔ قربانیاں ادا کر رہے ہیں محض اس لئے کہ حکام وقت قوانین میں ہمارے مفید مطلب تبدیلیاں کریں۔ مگر کیا ہم نے کبھی کوشش کی ہے۔ کہ ہم ان روحانی بادشاہوں کے برخلاف جدوجہد کریں۔ جو کہ الہامی کتابوں کے سخت قوانین کے باعث ہم کو کچل رہی ہیں۔ ہم کو سنوایا جاتا ہے۔ کہ وید الہامی کتاب ہے۔ قرآن شریف کلام الٰہی ہے۔ انجیل خدا کا کلام ہے۔ ان کتابوں کے مضمونوں پر ہمیں ایمان لانا ہوتا ہے۔ ان کی ہدایتوں کی تعلیم لازمی ہوتی ہے۔ ان کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک شلوک ایک ایسی کڑی ہے۔ جو اپنے اسیروں کو کھینچے لئے پھرتی ہے۔ اور ان کو اپنے حلقہ اثر سے باہر نہیں ہونے دیتی۔ نتیجہ یہ ہے۔ کہ تمام لوگوں میں موانست نہیں۔ مسلمان ہندو کا دشمن ہے۔ عیسائی موسائی کے خون کا پیاسا ہے۔ تمام دنیا کے باشندے جو باہم اتفاق اور محبت سے رہ سکتے تھے مختلف مذاہب کے پیرو ہو کر ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے ہیں۔" (بندے ماترم - ۲۴ - جون سنہ ۱۹۲۰ء)

چونکہ آج کل بیدینی اور لامذہبی کی ہوا بڑے زور سے چل رہی ہے۔ اور عام طور پر لوگوں میں یہ خیال پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ بندے ماترم کے اپنے بیان سے بھی ظاہر ہے کہ مذہب کی پابندی انسان کی سچی اور حقیقی آزادی میں روک ہے۔ اور کوئی ملک اسوقت تک معراج کمال پر نہیں پہنچ سکتا جب تک اس میں بسنے والے مذہبی پابندیوں کو بالائے طاق نہ رکھ دیں اور کسی ملک کے باشندوں میں باہم اتفاق اور محبت پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک مذہبی احکام کو نہ چھوڑ دیں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس خطرناک غلط فہمی سے لوگوں کو بچانے کے لئے اپنے خیالات ظاہر کریں۔

اس امر پر غور کرنے سے قبل کہ آیا مذہب کی پابندی انسان کی "سچی آزادی" کے منافی ہے۔ اور مذہبی احکام کی تعمیل فتنہ و فساد کا موجب ہے۔ یہ دیکھنا ضروری ہے۔ کہ مذہب کیا چیز ہے۔ اور مذہبی احکام کی حقیقت کیا ہے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مذہب نام ہے اس رستہ کا جس پر چلکر انسان خدا تعالےٰ تک پہنچتا ہے۔ اور مذہبی احکام جن کے لئے جامع لفظ شریعت ہے۔ مجموعہ ہے ان ہدایات کا جن کے ماتحت انسان اس راستہ پر چلکر خدا تعالےٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اب اگر کوئی خدا ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ اس تک پہنچنے کے لئے کوئی راستہ بھی ہو۔ اور اس راستہ پر چلنے کے لئے ہدایات بھی ہوں۔ ہاں اگر کوئی خدا نہیں۔ تو پھر مذہب کی پابندی سے آزادی حاصل کرنے کے کیا معنی؟ خدا سے آزادی حاصل کرنی چاہیئے۔ اور یہ تحریک کرنی چاہیئے۔ کہ خدا کے ماننے کا عقیدہ ترک کر دیا جائے۔ کیونکہ جو لوگ خدا تعالےٰ کی ہستی کے قائل ہونگے۔ انہیں لازماً کسی نہ کسی ایسے طریق کو بھی ماننا پڑیگا۔ جس سے ان کے نزدیک خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور جسکے ذریعہ وہ خدا تعالےٰ تک پہنچ سکتے ہیں اور اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا وہی طریق درست اور صحیح ہو سکتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے خود بتایا ہو۔ کیونکہ جب انسان دنیا کے چھوٹے چھوٹے معاملات میں دوسروں کی راہنمائی کا محتاج ہے۔ تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں اسے کسی ایسے راہ نما کی احتیاج نہ ہو۔ جو اسے خدا تعالےٰ تک پہنچنے کے لئے ہدایات دے سکے۔

ہمیں ایسے لوگوں کی سمجھ اور عقل پر نہایت ہی حیرت آتی ہے جو یہ تو تسلیم کرتے اور اپنے عمل سے اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ دنیا کے ہر ایک معاملہ میں انسان کو دوسروں کی ہدایات کی پابندی کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن مذہب کے متعلق کہتے ہیں کہ اس میں کسی کی پابندی کرنا ضروری نہیں۔ اگر ایک بچہ کے لئے ماں باپ کی ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اگر ایک طالب علم کو علم پڑھنے کے لئے استاد کے احکام کی پابندی لازمی ہے۔ اگر ایک معمولی سے معمولی پیشہ سیکھنے والے کے لئے سکھلانے والے کی باتوں کا ماننا لابدی ہے۔ اور اگر ایک ناواقف اور انجان سفر کرنیوالے کے لئے دوسرے کی راہ نمائی کی ضرورت ہے اور یقیناً ضرورت ہے۔ تو پھر کون عقلمند ہے۔ جو یہ کہہ سکے کہ خدا تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کے منشاء کے مطابق اعمال و افعال کرنے کے لئے کسی راہ نما اور کسی گائڈ بک (شریعت) کی ضرورت نہیں ہے۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا نادان ہے جو ایک چھوٹے بچہ کو ماں کی گود میں دیکھ کر کہے۔ کہ ماں نے بچہ کو قید میں ڈال رکھا ہے۔ اور اس کی "سچی آزادی" چھینی ہوئی ہے۔ یا کیا کوئی ایسا کم عقل ہے۔ جو ایک کم عمر لڑکے کو باپ کے ہدایات دینے پر کہے۔ کہ باپ نے لڑکے کو اپنے احکام کی پابندی میں جکڑ کر سچی آزادی سے محروم کر رکھا ہے۔ یا کیا کوئی ایسا بیوقوف ہے۔ جو ایک طالب علم کو اُستاد کے سامنے بیٹھا دیکھ کر کہے۔ کہ اُستاد نے لڑکے کو پڑھنے میں لگا کر اس کی "حقیقی آزادی" چھین لی ہے۔ یا کیا کوئی ایسا عقلمند کہلا سکتا ہے جو ایک ناواقف مسافر کو سیدھا راستہ بتانے والے کے متعلق کہے ... ... کہ راستہ بتانیوالے نے خواہ مخواہ اس بیچارے کو آزادی سے محروم کر دیا ہے اگر نہیں۔ تو پھر مذہب کے متعلق یہ کہنا کہ اس کے احکام کی پابندی سے انسان سچی اور حقیقی آزادی سے محروم ہو جاتا ہے۔ کہاں کی عقلمندی ہے۔ مذہبی احکام انسان کے لئے بعینہٖ اسی طرح ہیں جس طرح ایک چھوٹے بچے کے لئے مہربان ماں کی گود۔ ایک لڑکے کے لئے مشفق باپ کے احکام۔ ایک طالب علم کے لئے خیر خواہ استاد کی تعلیم۔ اور ایک مسافر کے لئے سیدھا راستہ بتلانے والے کی ہدایات۔

پس اگر دنیا میں لوگ ان اور اسی قسم کی اور سینکڑوں پابندیوں سے آزاد ہو کر "سچی آزادی" حاصل کر سکتے ہیں۔ تو یہ کہنا بھی درست ہو سکتا ہے کہ:۔

"ہندوستان میں جس قدر آزادی کا دور دورہ ہوا۔

عقل مند آدمیوں نے محسوس کیا کہ قید مذاہب سے آزاد ہونا بھی ضروری ہے۔"

لیکن اگر دنیاوی معاملات میں کسی نہ کسی رنگ میں پابندی کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ اور اس کو سچی آزادی کے منافی نہیں سمجھا جاتا۔ تو عقل مند آدمیوں کے نزدیک مذہبی احکام کی پابندی بھی سچی آزادی کی مخالف نہیں ہو سکتی۔

ہاں اگر کسی مذہب میں ایسے احکام پائے جاتے ہیں۔ جو انسانی فطرت صحیحہ کے خلاف اور عقل و فکر میں نہ آنے والے ہیں۔ اور جن پر عمل نہیں ہو سکتا۔ تو اس مذہب کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ انسان کی سچی آزادی کے خلاف ہے۔ مثلاً اگر کوئی مذہب انسان کو ساری عمر مجرد رہنے کا حکم دیتا ہے۔ تو اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کا یہ حکم سچی آزادی کے بالکل خلاف ہے کیونکہ وہ ایک فطری تقاضا کو کچلنا چاہتا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی مذہب یہ کہتا ہے۔ کہ ایک مرد غیر عورت سے۔ اور ایک عورت غیر مرد سے نہ صرف اولاد کے لئے بلکہ جذبات شہوانیہ پورا کرنے کے لئے کھلم کھلا تعلق رکھ سکتی ہے۔ تو وہ بھی انسانی آزادی کے خلاف کہتا ہے۔ کیونکہ خالق فطرت نے انسان میں غیرت کا جو مادہ رکھا ہے۔ وہ اس طرح تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی مذہب یہ کہتا ہے۔ کہ کسی صورت میں بھی دشمن کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اگر کوئی ایک گال پر تھپیڑ مارے۔ تو دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دینا چاہیئے۔ تو اس کو بھی "سچی آزادی" کا دشمن کہا جائیگا۔ کیونکہ اس حکم پر چلنا ہی ناممکن ہے۔ اور اگر اس پر عمل ہو۔ تو آج دنیا زیر و زبر ہو جائے۔

پس اگر انسان کی سچی آزادی میں رکاوٹ ڈالنے والے اور اسے حقیقی آزادی سے محروم رکھنے والے مذہب ہیں۔ تو وہی ہیں۔ جنہیں ناقابل عمل اور انسانی جذبات صادقہ کو برباد کرنیوالے احکام ہیں۔ اور ایسے ہی مذاہب فتنہ و فساد کا موجب ہوتے ہیں ان کے جوئے سے اپنے آپ کو جس قدر جلدی آزاد کرا لیا جائے اتنا ہی مفید ہے۔ لیکن یہ کہنا بالکل غلط اور نادرست ہے۔ کہ انسان کو کسی مذہب کی ضرورت ہی نہیں۔ ضرورت ہے۔ اور ایسی سخت ضرورت ہے۔ کہ جس کا انکار کسی صورت میں بھی نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ ایسے مذہب کی ضرورت ہے۔ جو انسان کے فطری جذبات اور اس کی حقیقی ضروریات کو پورا کرنیوالا ہو۔ اور وہ صفحۂ دنیا پر صرف **اسلام** ہے۔

اس وقت دنیا بدل رہی ہے۔ دنیا کے لوگ بدل رہے ہیں۔ دنیا کا تختہ بدل رہا ہے۔ لیکن اگر کچھ نہیں بدلا۔ اور نہ بدل سکتا ہے۔ تو وہ اسلام ہے۔ اسلام آج سے تیرہ سو سال پہلے دنیا میں ظہور پذیر ہوا۔ اور اس زمانہ میں ہوا جبکہ جہالت اور تاریکی نے تمام دنیا پر قبضہ کر رکھا تھا۔ لیکن آج جبکہ دنیا ترقی کی دوڑ میں بہت آگے نکل گئی ہے۔ طرح طرح کے علوم و فنون نکل آئے ہیں۔ تعلیم اسلام اسی طرح قائم و برقرار ہے۔ جس طرح پہلے تھی۔ اور دنیا مجبور ہو ہو کر کئی ایک اُمور کو اسی رنگ میں قبول کر چکی ہے۔ جس رنگ میں اسلام نے پیش کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ خواہ لوگ آزادی میں کتنے ہی بڑھ جائیں۔ پھر بھی اسلامی تعلیم کے پابند ہونے کے لئے مجبور ہیں۔ اور واقعہ میں حقیقی اور سچی آزادی تعلیم اسلام ہی کے اختیار کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

پس لوگ جس قدر زیادہ اسلامی احکام کی پابندی اختیار کرینگے۔ اسی قدر زیادہ انہیں سچی آزادی حاصل ہو گی اور جس قدر اسلام سے دُور ہونگے۔ اسی قدر زیادہ حقیقی اور اصلی آزادی سے محروم رہینگے۔

دُنیا میں جس قدر لڑائی جھگڑے فتنے فساد پیدا ہوتے ہیں۔ وہ یکدم رُک سکتے ہیں۔ اگر اسلام کے احکام کی پوری پابندی اختیار کر لی جائے۔ کیا دنیا اس حقیقت کو فراموش کر سکتی ہے۔ کہ اسلام نے ان لوگوں میں جنہوں نے اسے حقیقی طور پر قبول کیا۔ ایسا اتفاق و اتحاد پیدا کر دیا جس کی کہیں نظیر نہیں مل سکتی۔ ان میں نسلاً بعد نسل عداوتیں اور دشمنیاں چلی آتی تھیں۔ معمولی سے معمولی بات پر سالہا سال تک لڑتے جھگڑتے اور ایک دوسرے کو قتل کرتے رہتے تھے۔ لیکن جب اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے۔ تو سب عداوتوں اور کینوں کو سینوں سے نکال کر بھائی بھائی ہو گئے۔

مخالفین اسلام۔ اسلام کی کسی اور خوبی کا اقرار کریں یا نہ کریں۔ لیکن اس امر کا ضرور اقرار کرینگے۔ کہ اسلام نے مسلمانوں میں بے نظیر اتحاد اور اتفاق پیدا کر دیا تھا۔ پس اب بھی اگر دنیا میں اصلی اتحاد و اتفاق قائم ہو سکتا ہے۔ تو اسی طرح۔ ورنہ اور جس قدر تدبیریں اور کوششیں کی جائینگی سب رائگاں جائینگی۔ جیسا کہ اس وقت تک کا تجربہ شاہد ہے۔

وہ لوگ جو دنیا میں سچی آزادی چاہتے۔ اور امن و امان اتفاق اور اتحاد کی زندگی بسر کرنا پسند کرتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ اسلام کے حلقہ بگوش بن جائیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

عدم تعاون کی تحریک اور ہندو صاحبان

ایک گذشتہ پرچہ میں ہم لالا لاجپت رائے کے الفاظ پیش کر کے بتا چکے ہیں۔ کہ ہندو صاحبان خلافت۔ ترکی کے لئے گورنمنٹ سے تعلقات قطع کرنے میں کس طرح اور کہاں تک مسلمانوں کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ ذیل میں اسی امر پر ہندوؤں کے نہایت معزز لیڈر مسٹر تلک کے خیالات پیش کرتے ہیں۔

مسٹر تلک نے بمبئی کرانیکل کے نامہ نگار کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ "آپ خلافت کانفرنس الہ آباد میں کیوں شامل نہ ہوئے" کہا:۔

"میرا خیال ہے۔ کہ اس معاملہ میں پہلے مسلمانوں کو ہی پیشقدمی کرنی چاہیئے۔ پورے بحث مباحثہ کے بعد انہیں ایک فیصلہ پر ثابت قدم رہنا چاہیئے۔ اور پھر اس فیصلہ میں ہندو بھی ان کے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں"

اس سے بھی زیادہ صاف اور واضح الفاظ میں مسٹر گاندھی نے اپنی رائے یہ ظاہر کی ہے کہ:۔

"یہ سارا معاملہ خود مسلمانوں پر منحصر ہے۔ اگر وہ آپ ابتدا کرینگے۔ تو ہندوؤں کی بھی مدد ملیگی۔ اور گورنمنٹ کو... اس ناقابل برداشت قوت کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا"

حالانکہ مسٹر گاندھی نے ہی گورنمنٹ سے قطع تعلق کی تجویز کا لکھ مسلمانوں کے سامنے رکھی ہے۔ اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے مسلمانوں نے انہی کو اپنا راہنما منتخب کیا ہے۔

معاصر ہمدم مسٹر گاندھی کے مندرجہ بالا الفاظ نقل کرنے کے بعد مسلمانوں کو یہ کہتا ہوا کہ:۔

"انہیں اپنی ہی قوت سے اسکو مل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے" لکھتا ہے:۔

سیہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا ہوتا ہے انسان سے

آریہ اُپدیشک بھوکے مر رہے ہیں

اخبار "آریہ گزٹ" ان اخبارات میں سے ایک ہے۔ جس نے ہماری مالی حالت پر ہنسی اُڑائی اور "قادیانی گدی روپے کے چکر میں" کے عنوان سے طنزاً لکھا تھا کہ:۔

"حیرانگی کی بات ہے کہ لنڈن میں مسجد بنانے کے لئے تو ایک لاکھ روپیہ جمع کیا جاتا ہے۔ لیکن بیچارے قادیانی دوکانداروں کے دیوالے نکلوائے جا رہے ہیں۔ غیر ممالک میں اندھا دھند روپیہ خرچ کا جو نتیجہ ہو سکتا تھا۔ وہ اس اشتہار سے ظاہر ہے" (۱۷ جون)

لیکن خود آریہ سماج کی جو حالت آریہ گزٹ نے ایک ہی ہفتہ بعد بیان کی ہے۔ وہ اسی کے الفاظ میں یہ ہے کہ:۔

"اپدیشک بھوکوں مرتے ہیں۔ قلیل تنخواہوں اور رات دن کے لمبے لمبے سفروں اور ناکافی خوراک نے ان کو شکل کر دیا ہے۔ آریہ سماج کے اخبارات اب بڑھ نہیں رہے بلکہ بدستور گھٹے چال چل کر اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔ آریہ سماجوں کے اندر جیون کی ریکھا کم ہوتی دکھلائی دیتی ہے۔" (۱۷ جون)

کیا آریہ گزٹ بتا سکتا ہے۔ کہ آریہ سماج جیسی دولت مند منڈلی کے اُپدیشکوں کی کیوں بھوکوں جان نکل رہی ہے۔ ہماری غریب جماعت جس قدر روپیہ سالانہ اپنے مذہب کی اشاعت میں صرف کرتی ہے۔ اس قدر آریہ سماج ہرگز نہیں کرتی۔ اور پھر جس طرح ممالک غیر میں ہمارے مبلغ کام کر رہے ہیں۔ اس طرح آریوں کے کوئی اپدیشک نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں آریہ گزٹ خود فیصلہ کر لے۔ کہ مالی لحاظ سے زیر الزام کون ہے۔

خدا پرستوں کی یہ دل آزاری کیوں؟

لالہ لاجپت رائے نے اپنے اخبار میں پنجاب پبلسٹی کمیٹی کے متعلق اپنے دستخطوں سے ایک مضمون لکھ کر شائع کیا ہے۔ جس میں پبلسٹی کمیٹی کو لوگوں کے جمہوری خیالات دبانے اور روکنے والی قرار دیتے ہوئے حسب ذیل فقرہ لکھا ہے:۔

"پنجاب پبلسٹی کمیٹی اور پنجاب گورنمنٹ کے عہدہ داروں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ بے ہودہ کوششیں اب صرف فضول ہیں۔ بلکہ بالکل گورنمنٹ کا مضحکہ اُڑانے والی ہیں۔ زمانہ کی سپرٹ تبدیل ہو چکی ہے اور اب خداوند کریم بھی اگر خود اپنی زبان مبارک سے لوگوں کو خیالات جمہوری سے باز رہنے کی تلقین کرے۔ تو ان کو بھی کامیابی نہ ہوگی۔"

یہ خط کشیدہ الفاظ یہاں ان لوگوں کی سخت دل آزاری کا باعث ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کو قادر مطلق یقین کرتے ہیں۔ وہاں نہایت ہی لغو اور بے ہودہ بھی ہیں۔ کیونکہ اگر یہ "خیالات جمہوری" فی الواقع کوئی اچھی چیز ہیں۔ اور مخلوق کے لئے نفع رساں۔ تو پھر "خداوند کریم" کو ان سے باز رکھنے کی تلقین کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیا لالہ صاحب کسی ایسے خدا کے قائل ہیں۔ جو مخلوق کو قعر مذلت میں ڈالے رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن اگر وہ کسی خدا ہی کے قائل نہیں۔ تو کم از کم انہیں مسلمان خدا پرستوں کے مذہبی جذبات کا تو خیال رکھنا چاہیئے تھا۔ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ یفعل ما یرید (القرآن) اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جو چاہے کر سکتا ہے۔ اسلام نے تو خدا تعالیٰ کی قدرت اور غنا کا یہاں تک اعتراف کرایا ہے۔ کہ ایک برگزیدہ نبی حضرت شعیب کا یہ قول سنا دیا ہے۔ کہ جب کفار نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو کہا۔ کہ تم ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ۔ تو انہوں نے کہا۔ وما یکون لنا ان نعود فیہا الا ان یشاء اللہ ربنا۔ کہ ہم سے تو نہیں ہو سکتا۔ کہ تمہارے مذہب میں لوٹ آئیں۔ ہاں اگر ہمارا رب چاہے تو۔ یعنی نبی اور اس کے ساتھی باوجود یہ سمجھنے کے کہ ہم سیدھے راستہ پر ہیں۔ اور باوجود یہ پختہ ارادہ رکھنے کے کہ ہم اس راستہ کو نہیں چھوڑیں گے۔ پھر بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ اگر خدا چاہے۔ تو پھر ہمارا کیا زور ہے۔ اور واقع میں خدا کے سامنے کسی کی کیا مجال ہے۔ خدا تعالیٰ پل میں وہ کچھ کر دکھاتا ہے۔ جس کا وہم بھی لالہ صاحب اور ان جیسے دوسرے خدا فراموش لوگوں کو نہیں ہو سکتا۔

کیا ہم امید رکھیں کہ لالہ صاحب آئندہ اس قسم کے الفاظ سے خاص طور پر مسلمانوں کی دل آزاری نہ کریں گے۔

حجاموں میں دلفریب بُت نصب تھے۔

اخبار رعیت دہلی حالات قسطنطنیہ لکھتا ہوا رقمطراز ہے:۔ "حجاموں میں یونانی سنگ تراشوں نے دلفریب بُت نصب کئے ہوئے تھے۔"

معلوم ہوتا ہے "حماموں" کی بجائے "حجاموں" لکھ دیا گیا ہے۔ اور رعیت اسی قسم کی غلطی کا شکار ہوا ہے۔ جیسی کہ حال ہی میں الفضل کی غلطی نمایاں کرنے کی تکلیف گوارا کی تھی۔ اور مزا یہ کہ رعیت نے الفضل کا فقرہ درج کرتے ہوئے غلطی در غلطی کا ارتکاب کیا۔

جس سرعت سے اخبار مرتب کئے جاتے ہیں۔ اور جتنا کام اخبار والوں کو کرنا پڑتا ہے۔ اس کو مدنظر رکھ کر کتابت کی غلطیاں ناگزیر سمجھنی چاہیئیں۔

آریہ گزٹ کا خلیفہ

آریہ گزٹ کسی مجہول الحال شخص کا ایک اشتہار جس میں چند فارسی شعر ہیں۔ اور ان میں اس نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ نقل کر کے لکھتا ہے:۔

"کیا ہمارے احمدی دوست اس نئے خلیفہ یا مجدد یا نبی کے متعلق کوئی فتویٰ دیں گے۔"

لیکن اگر ہمارا معاصر اسی اشتہار پر غور کر لیتا۔ تو اسے ہم سے کوئی فتویٰ پوچھنے کی ضرورت نہ رہتی۔ بلکہ وہ خود ہی فیصلہ کر لیتا دیکھئے۔ اشتہار کے نیچے لکھا ہے:۔

"المشتہر۔ حضرت مولانا حاجی نور احمد صاحب۔"

اشتہار شائع کرنیوالے کا اپنے نام کے پہلے "حضرت مولانا" اور بعد "صاحب" کے کلمات کا اضافہ کرنا بتا رہا ہے۔ کہ وہ کس عقل سمجھ اور علم کا مالک ہے۔ اور ایسے اس کے مجدد یا خلیفہ ہونے کا دعویٰ پرکھا جا سکتا ہے۔ معلوم نہیں۔ آریہ گزٹ نے خود عقل و فکر سے کام لے کر کیوں فیصلہ نہ کر لیا۔

خطبہ عید الفطر

حقیقی عید

از سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی

فرمودہ ۱۸ - جون ۱۹۲۰ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا - کہ

عید کے معنے عید کی خواہش فطری ہے

آج کا دن اسلامی اصطلاح میں عید کا دن کہلاتا ہے - یہ دن سال میں دو دفعہ دو تقریبوں پر مسلمانوں کیلئے شریعت کے احکام کے مطابق آتا ہے - اس میں شبہ نہیں - فطرت کا تقاضہ ہے - کہ سال میں ایک آدھ ایسا موقعہ ہونا چاہیئے - کہ ایک ہی خیال کے لوگ ایک جگہ جمع ہو کر خوشی کا اظہار کریں - اور ملیں جلیں - یہ نظارہ تمام دنیا میں نظر آتا ہے - کسی ملک میں جائیں - کسی مذہب کے لوگوں میں جائیں عیدیں نظر آتی ہیں - ہندوؤں میں اس کا رواج ہے - یہود میں یہ پائی جاتی ہیں - عیسائیوں میں عید منائی جاتی ہے - زرتشتیوں میں بطور تہوار ہے - حتی ان متمدن قوموں کو چھوڑ کر وحشیوں کو دیکھیں - تو ان میں بھی پائی جاتی ہے - افریقہ کے ننگے پھرنے والے - حبشی کے انسان خور یا تمدن سال میں تہوار مناتے ہیں +

پس تمام سال میں ایک آدھ موقعہ ہر ایک قوم میں ایسا پایا جاتا ہے - جس میں خوشی منائی جاتی ہے - اس سے معلوم ہوا - کہ انسان کی فطرۃ کا تقاضہ ہے - کہ خوشی منائے - اور عام آرام کا کوئی دن تجویز کرے - متمدن دنیا کو ہم دیکھتے ہیں - کہ وہ پرانے تہواروں کی قدر بوجہ مذہب سے دور ہونے کے نہیں کرتی - لیکن تماشوں وغیرہ کے طرح طرح کے جلسے ان اقوام نے بھی نکالے ہیں - جس سے پتہ لگتا ہے - کہ ان کے دل میں بھی وہی خواہش ہے - جو دوسروں میں پائی جاتی ہے - لیکن اسلام نے عید کا تقرر صرف اس خواہش کے پورا کرنے کیلئے نہیں کیا - بلکہ اس میں اور بھی حکمتیں ہیں - عید کے لفظ کے ہی جو معنی ہیں - وہ بھی اپنے اندر حکمت رکھتے ہیں - عید کہتے ہیں بار بار لوٹ کر آنے کو - پس اس کا مطلب یہ ہوا - کہ انسان اس دن اور تقریب کیلئے گویا خواہش کرتا ہے کہ یہ پھر پھر بار بار آئے - اور یہ قدرتی بات ہے - کہ انسان کسی رنج اور تکلیف کی گھڑی کے متعلق نہیں چاہتا کہ بار بار آئے کسی کے گھر میں بیماری آجائے - یا کوئی موت ہو جائے - تو وہ خواہش نہیں کرے گا - کہ یہ دن وہ بار بار آئیں - لیکن بچہ پیدا ہو شادی ہو - تو وہ بھی اور دوسرے بھی کہتے ہیں - کہ یہ دن پھر بھی آئیں - کسی شخص کو عزت و رتبہ ملتا ہے - اور ترقیات ملتی ہیں - تو اس کی خواہش ہوتی ہے - کہ یہ دن بار بار آئیں -

عید کب عید ہوتی ہے

تو لفظ عید میں مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے - کہ ان کو اس بات کی خواہش ہو - کہ یہ دن ان کیلئے بار بار آئے - مگر بہت لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے - ان کی عید عید نہیں بلکہ روز ماتم ہوتی ہے وہ ظاہر میں اچھے کپڑے پہنتے ہیں - خوش نظر آتے ہیں - لیکن ان کی اندرونی حالت یہ ہوتی ہے - کہ وہ کہہ رہے ہوتے ہیں - خدا کرے - پھر یہ دن نہ آئیں - یہ عید حقیقی عید نہیں - حقیقی عید یہی ہوتی ہے - جس کے لئے زبان کے ساتھ دل سے بھی آواز نکلے - کہ یہ دن بار بار آئیں - اور وہ عید مومن کی عید ہوتی ہے - کیونکہ وہ ایک نیکی اور خدا کی رضا حاصل کرنے کا کام کرتا ہے - اور اس کی خواہش ہوتی ہے - اور وہ کوشش کرتا ہے کہ یہ دن پھر آویں - پس اگر کوئی عید کا مستحق ہے - تو وہ صرف مومن ہے - باقی جو لوگ عید کرتے ہیں - وہ صرف تفاول کے طور پر کرتے ہیں - جیسا کہ جب کسی کے بچہ پیدا ہوتا ہے - اور وہ اس کا نام شیر بہادر رکھتا ہے - حالانکہ اس وقت وہ بچہ نہ شیر ہوتا ہے نہ بہادر - ہاں اس بچہ کے باپ کی خواہش ہوتی ہے - کہ یہ بچہ شیر بہادر ہو جائے - تو چونکہ دنیا چاہتی ہے - کہ اسکو عید ملے - کیونکہ یہ ایک فطرتی تقاضہ ہے - اور اصلی طور پر ان کو عید میسر نہیں ہوتی - اسلئے وہ چاہتے ہیں - کہ بناوٹی طور پر ہی عید منالیں - اور اصل کی بجائے نقل سے دل کو تسلی دینا عام طور پر پایا جاتا ہے - ہنود میں کم لوگ ہیں جو کھلے طور پر گوشت کھاتے ہیں - مگر اکثر اس طرح کرتے ہیں - کہ گوشت کی بڑیاں بنا لیتے ہیں۲ چونکہ ان میں گوشت بھی ہوتا ہے - اس لئے اس طرح وہ اپنے اس طبعی تقاضہ کو پورا کر لیتے ہیں +

اسی طرح حقیقی عید جو کہ خدا کا قرب حاصل ہونے سے ہوتی ہے - جس کو یہ میسر نہیں - وہ بناوٹی طور پر اس خوشی کو جو خدا کے ملنے سے ہونی چاہیئے - ایک دن عید منا کر حاصل کرنا چاہتا ہے - لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے - سچی عید اسی کی ہوتی ہے جو مومن ہوتا ہے - اور جس کے دل میں ایمان نہیں ہوتا - اسکی عید نہیں ہوتی - نہ ایک سال میں نہ عمر میں +

موت میں عید صحابہ کی

ہم صحابہ کو دیکھتے ہیں - ان کے قلوب ایمان سے پر تھے - وہ کیسی خوشی محسوس کرتے تھے - اور خوشی اور عید اسی کی ہے - جس کا دل خوشی میں ہو - وہ لوگ وہ تھے - جو موت کے منہ میں عید کو دیکھتے تھے - کیونکہ وہ مومن نہیں جو اپنے مولا کی ملاقات سے ڈرے - شام میں جب عیسائیوں سے جنگ ہو رہی تھی - عیسائیوں کی طرف سے ایک شخص نکلا اور اس نے مبارز طلب کیا - مسلمانوں کی طرف سے یکے بعد دیگرے کئی شخص نکلے اور شہید ہو گئے - اس سے اس عیسائی کا جوش دم بدم بڑھتا گیا - اور عیسائیوں میں خوشی کے نعرے شروع ہو گئے - اس وقت کا یہ رواج تھا - کہ پہلے دونوں طرف سے ایک ایک شخص مقابلہ کیلئے نکلا کرتا تھا - جب مسلمانوں کے کئی آدمی شہید ہو گئے - تو مسلمانوں نے بھی اس بات کو محسوس کیا - اسوقت مسلمانوں کی طرف سے ضرار بن ازور نکلے جو مسلمانوں میں ایک بڑے جری سپاہی اور اعلے درجہ کے افسر تھے - وہ اس کے مقابلہ میں گئے - لیکن فوراً واپس چلے آئے - اور اپنے خیمہ میں داخل ہو گئے - چونکہ وہ رسول اللہ کے صحابی اور ایسے اعلیٰ درجہ کے بہادر سپاہی تھے - اس لئے ان کے بھاگنے سے مسلمانوں میں تحیر اور عیسائیوں میں خوشی پھیل گئی - ایک صحابی انکے پیچھے آئے اور ان سے پوچھا - یہ تم نے کیا کیا - انہوں نے جواب دیا - کیا تم خیال کرتے ہو - کہ میں موت کے ڈر سے بھاگا ہوں؟ نہیں یہ بات نہیں بلکہ میری عادت ہے - کہ میں ہمیشہ زرہ لڑائی پر جایا کرتا ہوں لیکن آج اتفاق سے میں نے زرہ پہنی ہوئی تھی - اب اس عیسائی نے جو اتنے مسلمانوں کو شہید کیا - اور میں اسکے مقابلہ میں گیا - تو مجھے خیال آیا - کہ اگر میں آج اس کے ہاتھ سے اس حال میں مارا گیا - کہ میرے جسم پر زرہ ہوئی - تو میں خدا تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا اور کیا جواب دوں گا - کہ میں نے تیرے حضور میں حاضر ہونے سے بچنے کیلئے زرہ پہنی تھی - پس میں نے خیال کیا - کہ یہ تو منافقت کی موت ہو گی - اس لئے میں بھاگا کہ زرہ اتار دوں - اب میں نے زرہ اتار دی ہے - اور لڑنے جاتا ہوں - چنانچہ اس طرح وہ اس کے مقابلہ میں گئے - اور اس کو مار لیا +

تو مومن تو وہ ہے - جو خدا کی راہ میں موت کو عید سمجھتا ہے - نادان ہے جو ظاہری خوشی پر خوش ہے - مومن کو موت بھی خوش

۲ اگرچہ وہ بڑیاں کہلاتی ہیں لیکن

نہیں کر سکتی۔ مومن مرتا ہے تو اس کی عید ہوتی ہے۔ جیتا ہے تو اس کی عید ہوتی ہے۔ اس کی رات بھی اس کے لئے عید کا دن ہے۔ اور اس کا دن بھی عید کا دن ہے۔ کیونکہ حقیقی عید اللہ سے تعلق ہوتا ہے۔ اور جس کا خدا تعالےٰ سے تعلق ہو جاتا ہے اس کی ہر ساعت خوشی کی ساعت ہوتی ہے۔ اور جب تک یہ نہ ہو۔ منافقت کی عید ہے۔ نجاست پر اگر چاندی کے ورق بھی چڑھا دئے جائیں۔ تو اس کی بدبو اور اس کی خرابی میں فرق نہیں آسکتا۔ ورق لگانے سے اس میں لطافت و شیرینی نہیں پیدا ہو سکتی۔ پس محض ظاہری درستگی اصلی خوبیاں پیدا نہیں کر سکتی۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ اندرونہ پاک و صاف اور خوبصورت ہو۔ پس جس دل کا اللہ تعالیٰ سے تعلق نہیں۔ وہ رنج میں ہے۔ اور جو رنج میں ہے اس کی کوئی عید نہیں۔

دیکھو۔ اسلام کی ابتداء الحمد للہ رب العالمین سے کی گئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ جو سب جہاں کا رب ہے۔ ہمارا اس کے ساتھ تعلق ہے۔ اگر کوئی غم ہے۔ تو اس کے لئے اگر کوئی راحت ہے تو اس کے لئے۔ اس لئے ہمارے لئے عید ہی عید ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی مرتا بھی ہے۔ تو ہم ناخوش نہیں۔ اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف گیا۔ اور ہمیں بھی خدا ہی کے پاس جانا ہے۔ اور اس میں بھی ہمارے لئے عید ہے۔

برگزیدگان الٰہی کی زندگیاں

ہم نے حضرت صاحب کی زندگی کو دیکھا ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو پڑھا ہے۔ اور اولیاءِ امت کے حالات بھی پڑھے ہیں۔ وہ مشکل سے مشکل اور آفت سے آفت میں یقین رکھتے ہیں۔ کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ تاریخوں میں لکھا ہے ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک جنگل میں سوئے ہوئے تھے۔ آپ کی تلوار درخت سے لٹکی ہی تھی۔ کہ ایک بدوی آیا۔ اور اس نے تلوار درخت سے اتار کر بے نیام کر لی۔ اور آپ کے سر پر کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ تلوار تیرے قبضہ میں نہیں۔ ساتھی تیرے پاس نہیں۔ بتا تجھ کو اب کون بچا سکتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت اطمینان سے فرمایا۔ مجھ کو اللہ بچا سکتا ہے۔ اس شخص کی نظر ظاہر پر تھی۔ مگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر باطن پر تھی۔ اس لئے آپ کو کوئی خوف و خطر نہ تھا۔ آپ نے سادگی اور اطمینان سے کہدیا۔ مجھے خدا بچا سکتا ہے۔ اس شخص پر اس بات کا اتنا اثر ہوا کہ وہ کانپ گیا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ اسوقت آپ نے تلوار اٹھالی۔ اور کہا اب تو بتا تجھ کو کون بچا سکتا ہے۔ اس کو رسول کریم کا جواب سنکر بھی اس کی نقل کرنے کی جرأت نہ ہوئی کیونکہ اس میں وہ بصیرت کہاں تھی۔ اس لئے اس نے کہا آپ ہی رحم کریں۔ اور مجھے چھوڑ دیں۔ پس چونکہ رسول کریم ص کا خدا تعالیٰ سے تعلق تھا۔ اس لئے شمشیر برہنہ بھی آپ کے قلبی آرام اور اطمینان پر کوئی اثر نہ ڈال سکی۔

اسی طرح حضرت صاحب کا واقعہ ہے۔ جن دنوں گورداسپور میں آپ پر کرم دین والا مقدمہ تھا۔ جس عدالت میں مقدمہ دائر تھا۔ اس کا مجسٹریٹ آریہ تھا۔ اس کی خود بھی خواہش تھی کہ حضرت صاحب کو سزا دے۔ اور آریوں نے اس پر بہت زور ڈالا۔ کہ کچھ نہ کچھ ضرور سزا ہونی چاہیئے۔ اور انہوں نے اس پر یہاں تک زور ڈالا کہ یہ قومی سوال ہے۔ اب یہ بچ کے نہ جائے۔ اور اس مجسٹریٹ نے بھی اقرار کر لیا تھا۔ کہ میں تھوڑی سی سزا ضرور دیدوں گا تاکہ اپیل بھی نہ ہو سکے۔ مگر بعض شریف بھی ہوتے ہیں۔ ایک ہندو نے ہی ہمارے ایک شخص کو اطلاع دیدی۔ کہ میں محض خیر خواہی کی راہ سے کہتا ہوں۔ جب اس احمدی کو معلوم ہوا۔ تو وہ نہایت گھبرایا ہوا حضرت صاحب کو اطلاع دینے کے لئے آیا۔ اور وہ خود بھی خیال کرتا تھا۔ کہ حضرت صاحب پر اس کا بہت اثر ہوگا۔ مگر جب آپ کو اطلاع دی گئی۔ تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ بیٹھ گئے۔ اور آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور کہا کیا وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈالنا چاہتا ہے۔ ڈالکر دیکھ لے کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

پس دراصل عید ان ہی کی عید ہوتی ہے۔ اور یہ وہ عید نہیں۔ جو سال میں ایک یا دو دفعہ آتی ہے۔ بلکہ ہر گھڑی عید ہوتی ہے۔ اور ہر ساعت کی ہوتی ہے۔

آجکل کے صدمات کا اثر

آجکل مسلمانوں کی کیا حالت ہے اور مسلمانوں کو کتنا صدمہ ہے اگر اس کا کوئی اندازہ کرے۔ تو جان نکل جائے۔ اور عقل مند مجنون ہو جائے۔ جس وقت اس کا علاج ہو سکتا تھا۔ اسوقت حضرت صاحب نے پکار پکار کر کہا کہ یہ وقت نہایت نازک ہے اس وقت ہوش میں آؤ

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

چاروں طرف کفر و ضلالت پھیلا ہوا ہے۔ اور اسلام کی حالت دم بدم نازک ہو رہی ہے۔ مگر اسوقت لوگوں نے اس آواز پر کان نہ دہرا۔ بلکہ اس آواز پر ہنسی اڑائی اور کہا کہ اسلام تو ترقی کر رہا ہے۔ اب واقعات نے بتلا دیا ہے۔ کہ اس دردمند نے جو کچھ کہا وہی سچ تھا۔

اسوقت جاہلوں میں مشہور تھا کہ ترکوں کا بادشاہ جب باہر نکلتا ہے۔ تو تمام دنیا کے سفیر جو قسطنطنیہ میں ہوتے ہیں بطور باڈی گارڈ کے اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ تلوار اٹھائے۔ تو دنیا کی کوئی طاقت اس کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی۔ لیکن ان نادانوں کو کیا خبر تھی۔ کہ وہ تو چاروں طرف سے شکنجہ میں کسا ہوا ہے۔ اور ساعت بساعت وہ شکنجہ تنگ ہوتا جا رہا ہے۔

اسوقت کسی نے اس خطرہ کی پرواہ نہ کی۔ جس سے ڈرایا جا رہا تھا۔ اور اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ وہ لوگ جن کے دلوں میں اسلام کی محبت ہے۔ وہ عجیب عجیب حرکتیں کرتے ہیں حالانکہ ان کو صرف نام کا تعلق ہے۔ واقعہ میں اسلام کا اس وقت کا صدمہ بہت ہی بڑا ہے۔ ہم بھی اس سے پاگل ہو جاتے۔ مگر چونکہ ہمیں اللہ تعالےٰ پر ایمان کامل ہے اور ہم جانتے ہیں۔ کہ ایک ہستی ہے۔ جو اسلام کی محافظ اور نگران ہے ورنہ اگر ہمارا خدا تعالےٰ کے قادر ہونے پر ایمان نہ ہوتا اور اس کے سچے وعدوں پر یقین کامل نہ رکھتے۔ تو ہم بھی اس وقت یقیناً پاگلوں کی سی حرکتیں کرتے۔ ہمیں بہت صدمہ ہے۔ اور اتنا صدمہ ہے۔ کہ اس کی انتہا نہیں۔ ہم بھی پاگل ہو جاتے۔ مگر ہمیں چونکہ خدا کی نصرت پر بھروسہ ہے۔ کہ ایسی حالتوں میں اس کی خاص نصرت آیا کرتی ہے۔ اور جب ہر طرف سے مایوسی ہو جاتی ہے۔ تب وہ اپنی قدرت کے ہاتھ دکھاتا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ خدا کی نصرت آئیگی۔ اور اسلام کی مخالفتوں کو مسل ڈالیگی۔ اس لئے باوجود اس قدر سخت صدمہ کے ہم راحت میں ہیں۔ اور آنیوالی گھڑی کے سچے وعدوں سے مطمئن ہیں۔ اور یہی مومن کی علامت ہے کیونکہ مومن کو کوئی غم اور حزن پریشان نہیں کر سکتا۔

مومن کا غم

میں نے جو یہ کہا ہے۔ کہ مومن کو غم

نہیں ہوتا۔ اسکے معنی یہ نہیں۔ کہ مومن کو غم کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مومن غم میں بھی ایک عید ہی دیکھا کرتا ہے۔ اسلام کی موجودہ حالت کا ہمیں صدمہ ہے اور ہمارے صدمہ کے مقابلہ میں دوسروں کو ہزارواں حصہ بھی صدمہ نہیں۔ مگر ہمارے اور ان کے صدمہ میں ایک فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمیں خدا پر یقین ہے کہ خدا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہم خدا کی حفاظت کے حصار میں ہیں ہماری اور ان کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ بید کی ایک پتلی چھڑی کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا جائے۔ اس پر اگر زیادہ بوجھ بھی ڈالا جائے گا۔ تو بھی وہ نہیں ٹوٹیگی۔ لیکن اگر موٹا تنا ہو۔ اور بغیر سہارے کھڑا ہو۔ تو اس پر جب بید کی چھڑی سے تھوڑا بوجھ پڑیگا۔ تو وہ ضرور ٹوٹ جائیگا۔ پس وہ بظاہر ہم سے مضبوط ہیں۔ مگر اس تنے کی طرح جس کا کوئی سہارا نہیں۔ اور ہم کمزور ہیں۔ مگر ہماری حفاظت خدا کی نصرتوں اور تائید دل کی دیواریں کر رہی ہیں ؛

احساس اور بے حسی

میں احساس اور بے حسی کو مثال کے ذریعہ سمجھاتا ہوں۔ جنہوں نے حضرت صاحب کو دیکھا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب کو مبارک احمد سے کس قدر محبت تھی۔ اس محبت کی کئی وجہیں تھیں اول یہ کہ وہ کمزور تھا۔ اور کچھ نہ کچھ بیمار رہتا تھا۔ اس لئے اس کی طرف خاص توجہ رکھتے تھے۔ اور یہ لازمی بات ہے۔ کہ جس کی طرف خاص توجہ ہو۔ اس سے محبت ہو جاتی ہے۔ دوسرے وہ اگرچہ ہم سب سے چھوٹا تھا۔ اور اس کی عمر بھی بہت تھوڑی تھی۔ مگر بہت ذہین اور ذکی تھا۔ اس کی عمر سات سال کی تھی۔ مگر وہ اسی عمر میں شعر کہہ لیتا تھا۔ اور عام طور پر اس کے شعر کا وزن درست ہوتا تھا۔ اس کی ذہانت اور حافظہ کی مثال یہ ہے۔ کہ جب حضرت صاحب نے وہ بڑی نظم جس کی ردیف "یہی ہے" لکھی۔ تو ہم سب کو فرمایا کہ تم قافیہ تلاش کرو۔ اس نے ہم سب سے زیادہ قافیہ بتلائے جنمیں بہت سے عمدہ قافیہ تھے۔ جب وہ مرض الموت میں گرفتار ہوا۔ تو حضرت صاحب باوجود تالیف و تصنیف میں بھی مصروف رہنے کے شب و روز اس کے معالجہ میں لگے رہتے حتی کہ میں رات کے گیارہ بجے سویا۔ تو آپ جاگ رہے ہوتے۔ اور جب کبھی آنکھ کھلتی۔ تو آپ جاگتے ہوتے۔

حیرت ہوتی تھی۔ کہ آپ سوتے کس وقت ہیں۔ جس دن وہ فوت ہوا۔ اس دن خیال تھا۔ کہ حضرت صاحب کو اس کا غیر معمولی صدمہ ہو گا۔ حضرت خلیفہ اول بڑے جری اور دلیر تھے۔ آپکو گھبراہٹ نہیں ہوا کرتی تھی۔ مگر چونکہ انہوں نے اس محبت کو دیکھا تھا۔ جو حضرت صاحب مبارک احمد سے رکھتے تھے اس لئے وہ سمجھے کہ حضرت صاحب کو خدا جانے اس حادثہ سے کتنا صدمہ پہونچے۔ آپ اس کی نبض دیکھنے لگے اور حضرت صاحب سے کہا کہ حضرت مشک لائیے۔ حضرت صاحب مشک لینے گئے۔ اور حضرت مولوی صاحب نے گھبرا کر کہا حضرت جلدی لائیے اور چونکہ آخری وقت تھا۔ اور نبض بند ہو رہی تھی۔ اس لئے حضرت مولوی صاحب جلدی جلدی مختلف مقامات سے دیکھتے تھے۔ اور حالت یہ تھی کہ قریب تھا کہ آپ گر جاتے۔ مگر جب حضرت صاحب کو معلوم ہوا۔ کہ نبض بند ہو گئی ہے۔ تو آپ باہر کو آکر دوستوں کو نصیحت فرمانے میں مصروف ہو گئے۔ اور بیرونجات خط لکھنے شروع کر دئے۔ کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ایسے صدمہ ہوا ہی کرتے ہیں۔ اور تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے لئے تو یہ خوشی کا موقعہ ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا ایک الہام اس کی جلدی وفات کے متعلق موجود ہے۔ جو آج پورا ہو گیا۔ اس طرح تو آپ کا رنج خوشی سے بدل گیا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ آپ کو غم کا احساس تو تھا۔ لیکن چونکہ خدا تعالےٰ سے تعلق تھا۔ اس لئے وہ غم خوشی ہو گیا۔ اس کے مقابلہ میں ایک عورت ہمیں قریب ہی کی رہنے والی تھی۔ میں ان دنوں حضرت خلیفہ اول سے پڑھتا تھا۔ ایک دن انہوں نے مجھے یہ بتانے کے لئے کہ بے حسی کا مرض بھی ہوتا ہے۔ اس عورت سے کہا کہ تیرے بڑے بیٹے کا کیا حال ہے۔ وہ یہ سنکر ہنسنے لگی۔ اور اتنی ہنسی کہ بے خود ہو گئی۔ اور ہنستے ہنستے کہا۔ وہ تو مر گیا ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے اسی طرح اس کے کئی رشتہ داروں کا حال پوچھا۔ اور اسنے اسی طرح ہنس ہنس کر بتایا کہ وہ مر گئے ہیں۔ اب دیکھئے۔ کہ حضرت صاحب کا بیٹا فوت ہوا۔ تو آپ نے صبر کے ساتھ اس کو دیکھا۔ اور لوگوں کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے اس پر خوشی کا اظہار کیا اور اس عورت کے بھی رشتہ دار فوت ہوئے۔ اور اس نے ہنس ہنس کر ان کے مرنے کا ذکر کیا۔ پھر حضرت صاحب اور

اس عورت میں کیا فرق تھا۔ حضرت صاحب کے ہاں بھی موت ہوئی اور اس عورت کے بھی۔ بلکہ اس کے ہاں تو تین چار موتیں ہو گئیں۔ مگر وہ ہنستی ہی رہی۔ بظاہر تو شاید کوئی کہے۔ کہ وہ عورت زیادہ صابر تھی۔ لیکن درحقیقت یہ بات نہیں کیونکہ حضرت صاحب کا جو صبر تھا۔ وہ حس کے وجود تھا۔ اور اس عورت کا صبر یا اس کا جو بھی نام رکھیں۔ بغیر حس کے تھا اس کو بیماری تھی۔ کہ وہ ہر ایک صدمہ پر اسی حالت کا اظہار کرتی۔ مگر حضرت صاحب حس رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ تمام رات بیمار کی تیمار داری میں صرف کر دیتے تھے۔ اور شب بھر خدمت کرتے تھے۔ مگر اس احساس کے باوجود جب وہ فوت ہوا۔ تو آپ بے صبری ظاہر نہیں کرتے۔ بلکہ صبر کامل دکھاتے ہیں۔ اور اس عورت کو اس کا احساس ہی نہ تھا ؛

دل میں دردمندی اور خدا کے وعدوں پر نظر ہو

پس عید کا یہ مطلب نہیں کہ انسان بے حس ہو جائے اور خواہ اسے کتنی تکلیف ہو اس کا اسے احساس ہی نہ ہو بلکہ حس ہو اور پھر خوشی ہو۔ تو یہ عید ہو گی۔ اسلام کے اگر کانٹا لگے۔ تو اس کے دل میں نشتر لگے۔ مگر ساتھ ہی یہ ہو۔ کہ وہ یقین رکھے۔ کہ یہ خدا کا دین ہے۔ وہ اس کی نصرت کے سامان خود کرے گا۔ اور ہمارا تعلق ایک مقتدر اور طاقتور ہستی سے ہے۔ جب یہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں۔ کہ حس بھی ہو اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر کامل بھروسہ بھی۔ تو اس وقت عید ہوتی ہے۔ اور جو شخص بے حس ہو۔ اس کو سمجھو کہ وہ مر گیا۔ کیونکہ حس مردے ہی میں نہیں ہوتی۔ لیکن اگر آفتوں میں اضطراب ہے۔ اور تم اپنے دلوں میں گھبراہٹ پاتے ہو۔ اور تم مصیبت کو اپنے لئے ایسی خیال کرتے ہو۔ کہ اب ہمیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ اور اب ہماری مدد نہیں ہو سکتی۔ تو بھی سمجھ لو کہ تمہارا ایمان باطل ہو گیا۔ ایمان کامل یہ ہے۔ کہ ایک طرف تم دیکھ رہے ہو۔ کہ یہ ابتلاء اور یہ مصائب تمہاری کمر توڑنیوالے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی تمہیں خدا کی قدرت پر ایمان کامل ہو۔ کہ وہ ضرور کامیابی دیگا۔ درحقیقت عید ہی عید ہے۔ کہ تمہیں زبردست احساس ہو۔ اور تم ذرا سی بات کو بھی محسوس کرو مگر ساتھ ہی خدا کی قدرت پر ایمان رکھو۔ اور کسی آفت سے نہ گھبراؤ ؛

اللہ تعالےٰ ہمارے سب دوستوں کو وہ مقام عنایت فرمائے۔ جس میں ایک طرف وہ درد ہو۔ جو خدا کے لئے ہوتا ہے۔ اور جس کے بغیر کوئی مومن مومن نہیں۔ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی معرفت ہو۔ اور ہمیں درمیانی مقام عنایت فرمائے۔ اور اسلام کی کامیابی دکھلائے۔ ہماری یہ عید بے مغز عید نہ ہو بلکہ ایسی عید ہو۔ جو عملی جامہ پہنے۔ اور ہماری عید ہمارے جسموں ہی کی عید نہ ہو۔ بلکہ روحوں کی بھی ہو ٭

(جب دوسرے خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے۔ تو فرمایا)

رمضان کے سبق کو دستور العمل بناؤ

رمضان کا مہینہ چھٹی اور بیگار کے طور پر نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ مہینہ ورزش کے لئے آتا ہے۔ کوئی ہوشیار طالب علم مدرسہ کو چھٹی نہیں سمجھتا۔ تم اس کو روحانیت کا مدرسہ سمجھو۔ مدرسہ میں تمہیں بیگار اور چٹی کے طور پر داخل نہیں کیا جاتا۔ بلکہ تمہیں عادی بنایا جاتا ہے۔ کہ مدرسہ میں پڑھ کر تم آئندہ خود بخود پڑھتے لکھنے کے اہل ہو جاؤ۔ اسی طرح رمضان تمہیں سبق دینے آتا ہے کہ تم باقی سال میں اسی طرح کرو۔ جس طرح رمضان نے سکھایا ہے۔ جب مدرسہ یا کالج سے چھٹی ہوتی ہے۔ تو سمجھدار طالب علم یہ نہیں سمجھتے۔ کہ ہم ایک بیگار سے آزاد ہوئے ہیں۔ بلکہ وہ ان ہدایتوں پر کاربند رہتے ہیں جو انھیں کالج میں دی جاتی ہیں۔ اسی طرح رمضان کے بعد جو تمہیں چھٹی دی گئی ہے۔ اس میں رمضان کے دیئے ہوئے سبقوں پر عمل کرو ٭

عراق عرب کے متعلق معلومات

ہم پہنچائی جاویں۔ کیونکہ ہمارے بعض احمدی دوست برائے تجارت و دیگر کاروبار کیلئے وہاں پر جانا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی احمدی بھائی عراق عرب میں رہا ہو یا اب وہاں رہتا ہو۔ یا اور کسی طریق سے وہاں کے متعلق معلومات رکھتا ہو تو براہ مہربانی مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالے (۱) جو شخص ملازمت تجارت وغیرہ کیلئے جائے۔ گورنمنٹ کی طرف سے ایسے لوگوں کیلئے کوئی پابندی یا شرائط تو نہیں ہیں (۲) وہاں کس قسم کی تجارت زیادہ مفید ہو سکتی ہے (۳) پاسپورٹ کے حصول کیلئے ...

حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے

چند سوالات کے جواب

(گذشتہ سے پیوستہ)

منکرین مسیح موعودؑ کا کفر

تیسرا سوال غیر احمدیوں کو کن وجوہ سے دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے۔

جواب:۔ مرزا صاحب کے منکرین کو اس لئے کافر سمجھا جاتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا۔ اولٰئک ھم الکافرون حقًا۔ واعتدنا للظٰلمین عذابًا مھینا۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ تمام رسولوں کے منکروں کو کافر کہتا ہے۔ اور شریعت لانیوالے یا نہ لانے والے کی تخصیص نہیں بلکہ اس معاملہ میں ایسی تخصیص کو صاف طور پر رد فرماتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض۔ جو بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے۔ وہ بھی کافر ہیں۔ پس چونکہ مسیح موعود کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی فرمایا ہے۔ اور پہلے انبیاء نے بھی نبی کہا ہے۔ اور خود مرزا صاحب کے الہام میں بھی نبی کہا گیا ہے۔ اس لئے اس آیۃ کے ماتحت ہم آپ کے منکروں کو کافر کہتے ہیں۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی۔ تو رسول کریم ؐ یہ کیوں فرماتے۔ کہ لو کان الایمان معلقًا بالثریا۔ جب دنیا سے ایمان اٹھ گیا۔ تو معلوم ہوا کہ مسیح موعود کے زمانے میں کفر ہی باقی رہ جائیگا۔ اصل بات یہ ہے کہ کافر کسی شخص کو نبی کی شخصیت کی وجہ سے نہیں کہا جاتا۔ نبی تو ہمارے جیسا انسان ہی ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہم پر کیوں فوقیت ہے۔ اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی کلام کے حامل تھے۔ ورنہ وہ اور آدمیوں کی طرح ایک آدمی ہی تھے۔ پس اگر نبی کی ذاتی قابلیت کی وجہ سے اس کا انکار کفر ہوتا۔ تو ہم بڑے اور چھوٹے ظلی اور مستقل نبی کے انکار کے کفر میں فرق کر سکتے تھے۔ لیکن کفر جو ہے۔ وہ درحقیقت خدا کے کلام کے انکار کے نتیجہ میں ہے۔ اور خدا کا کلام خواہ ظلی نبی کی معرفت ہو۔ خواہ مستقل کی معرفت۔ اس کا ماننا انسان کیلئے فرض ہے۔ پس مرزا صاحب کو نہ ماننے والا اسلئے کافر نہیں ہوتا۔ کہ مرزا صاحب کو نہیں مانتا۔ بلکہ اسلئے کافر ہوتا ہے کہ اس نے خدا کے کلام کو نہیں مانا۔ جس کے کلام کو نہ ماننے کی وجہ سے محمد رسول اللہ صلعم کے وقت کافر ہوتے تھے۔ یہاں مرزا صاحب کے وجود کا سوال نہیں۔ بلکہ خدا کے کلام کا سوال ہے۔

اگر خدا تعالیٰ کے کلام کی اس طرح عظمت قائم نہ کی جائے۔ تو دنیا کو کیا پڑی ہے۔ کہ وہ تکلیفیں اٹھا کر خدا تعالیٰ کے کلام کی قائل ہو۔ دیکھو بادشاہ کا کلام کسی ذریعہ سے پہنچے۔ اگر وہ ذریعہ یقینی ہے۔ تو یہ نہیں دیکھا جائیگا۔ کہ وہ بڑے کی معرفت پہنچا ہے یا چھوٹے کی۔ اس کا منکر پکڑا جائیگا۔ پس مرزا صاحب کے منکروں کے کفر کے متعلق سوچتے وقت۔ مرزا صاحب کی شخصیت پر غور کرنا عبث ہوگا۔ ہمیں اس وجود پر غور کرنا پڑیگا۔ جس کی طرف سے مرزا صاحب کو کھڑا کیا گیا ہے۔ کیا اس بات کو عقل سلیم تسلیم کر سکتی ہے کہ وہی خدا جو آج سے تیرہ سو (۱۳۰۰) سال پہلے بولے۔ تو اس کی بات کو رد کرنیوالا دائرہ اسلام سے نکال دیا جاوے۔ لیکن آج اسی خدا کے کلام کو رد کرنیوالے صرف اسلئے چھوٹ جائیں کہ وہ کلام محمد رسول اللہ صلعم کی زبان پر جاری نہیں ہوا۔ بلکہ مرزا صاحب کی زبان پر جاری ہوا۔ یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیئے۔ کہ اگر مرزا صاحب کے سوال کو بالکل اٹھا دیا جاوے۔ تو مسلمان برابر تیرہ سو (۱۳۰۰) سال سے مانتے چلے آئے ہیں۔ کہ آنیوالے مسیح کے منکر کافر ہونگے۔ یہ فتویٰ قریبًا قریبًا اجماع کی صورت رکھتا ہے۔ اب اسلئے کہ وہ مسیح موعود مرزا صاحب ہیں۔ اس فتویٰ کو کس طرح چھوڑ سکتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول کے زمانہ میں ایک دفعہ مجھے لکھنؤ جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں کے ایک بڑے مولوی سے ملنے گیا۔ ان کی وجہ سے جو انکو حاصل تھا میں اور میرے ساتھی ملنے گئے انہوں نے جاتے ہی سوال کیا کہ آجکل جھگڑا کیا ہے۔ وہ بہت بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ یہ سوا باقی سب کو کافر کہتے ہیں۔ مگر میں ان لوگوں کو ڈانٹتا ہوں کہ یہ لوگ بہت کم ہیں۔ انپر ایسی بدظنی کیا کرو۔ میں صاحب کو میری گفتگو کیلئے مقرر کیا تھا۔ انکو میں نے اشارۃً کہا کہ خاموش رہنے کا موقعہ نہیں انسے پوچھو کہ مسیح موعود کے منکر کو آپ کیا کہتے ہیں جب پوچھا گیا۔ تو سنتے ہی کہہ اٹھے آپ لوگ حق بجانب ہیں اگر آپ مرزا صاحب کو مسیح موعود سمجھتے ہیں تو انکے منکروں کو کافر کہنا پڑیگا۔ اور اگر آپ مسیح کی فرد سمجھینگے تو اسکے یہ معنی ہونگے

کہ آپ مرزا صاحب کو مسیح موعود نہیں سمجھتے پھر اپنی نسبت فرمانے لگے - کہ میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ مسیح موعود کا منکر تو الگ رہا مسیح موعود کی آمد کا منکر بھی کافر ہے - دوسرے دن حکیم عبدالولی صاحب نے جو ہندوستان کے بہت بڑے طبیب گذرے ہیں اور اب فوت ہو چکے ہیں - اس مسئلے کے متعلق مجھ سے سوال کیا - وہ مولوی صاحب بول پڑے - کہ اس کے متعلق مجھ سے دریافت کریں - یہ تو محض ایک غلط فہمی ہے - پھر انہوں نے بالتفصیل بتایا - کہ تمام علماء اس بات کی تصدیق کرتے چلے آئے ہیں - کہ مسیح موعود کا منکر کافر ہوگا - اور یہ لوگ مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں - پس اس کے متعلق سوال کرنا عبث ہے۔

ہاں میں یہ دیکھتا ہوں - کہ کافر کے معنوں میں بہت سی غلط فہمی ہو گئی ہے - اس وقت مسلمانوں میں عام طور سے جو معنے سمجھے جاتے ہیں - ان کے لحاظ سے ہم غیر احمدیوں کو کافر نہیں کہتے - ان کے نزدیک کافر وہ ہے - جو جہنم میں ڈال دیا جاویگا اور پھر کبھی نہیں وہ شخص نکالا جائے گا - ہمارے نزدیک یہ تعریف درست نہیں - کافر کی صحیح تعریف ہے - کہ وہ شخص جو بعض دینی اصول کا منکر ہے - خواہ جان کر خواہ عدم علم کی وجہ سے خواہ ملاً سے یہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا - کہ اس کے انکار کی کیا وجہ تھی اگر وہ انکار جرم نہ تھا - بلکہ عدم علم کی وجہ سے تھا - یا باوجود کوشش کے اس کو وہ اصول یا کوئی خاص اصل سمجھ میں نہیں آیا - تو پھر وہ اللہ کے حضور معذور ہوگا - اور کوئی وجہ نہیں - کہ وہ دوزخ میں ڈالا جاوے - کیونکہ ایمان بالرسل کے منکروں کے متعلق خدا ظالم نہیں - پھر ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں - کہ غیر احمدی ویسے کافر نہیں - جیسے عیسائی اور نہ عیسائی ایسے کافر ہیں جیسے یہودی اور نہ یہودی ایسے کافر ہیں جیسے حضرت موسیٰ کے منکر اور نبیوں کے ماننے والے ویسے کافر ہیں - جیسے برہمو - اور نہ برہمو ایسے کافر ہیں - جیسے دہریہ - پھر دہریوں کے کفر میں بھی مدارج ہیں پھر ہم یہ بھی نہیں مانتے - کہ خواہ کوئی کافر ہو - وہ دوزخ سے نکلیگا ہی نہیں - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - رحمتی وسعت کل شیء اور بڑے سے بڑا کافر بھی کل شیء میں داخل ہے - آخر اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو بھی ڈھانپ لیگی - باقی رہا غیر احمدیوں کا قطع تعلق سو سوائے ایسی عبادات میں علیحدگی کرنے کے جن میں علیحدگی کرنے کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے - ہم ان سے قطع تعلق کرتے ہیں - اور نہ اس کو پسند کرتے ہیں - ہم بعض دفعہ ایک نام میں شریک ہیں - اسکی تکلیف

احمدیہ سٹور کی سالانہ رپورٹ

میں حصہ داران سٹور کیلئے ایک مدت انتظار کے بعد سٹور کے سالانہ منافع کی رپورٹ شایع کرنے لگا ہوں اس غیر معمولی توقف حساب کے باعث بعض احباب کو پریشانی ضرور ہوئی ہو گی - جس کی میں معذرت چاہتا ہوں - اور آئندہ منیجر صاحب سٹور کو تاکید کی گئی ہے - کہ وہ وقت معینہ پر حساب مکمل کر دیا کریں ؛

اب میں اصل رپورٹ سالانہ تجارت سٹور کے متعلق عرض کرتا ہوں - کہ شروع سال سٹور کا کل سرمایہ تقریباً ۴۳ ہزار روپیہ تھا - مگر دوران سال میں یہ سرمایہ امید سے بڑھ کر تقریباً اسّی ہزار تک پہنچ گیا مگر اس میں سے بعض حصہ دار روپیہ کسی قدر بھی لیتے رہے - اصل سرمایہ پچاس ہزار رہا - جس پر تقریباً منافع تقسیم کیا گیا ہے - لیکن کام تجارت گذشتہ سال کے نسبت نرخوں کے غیر معمولی نشیب و فراز کے سبب کئی ماہ تک کم رہا خصوصاً غلہ اور بعض دیگر اشیاء کی خریداری نرخوں کے گرنے کے باعث بہت کم کیگئی - اس لئے بہت سا روپیہ ایک حد تک بیکار پڑا رہا ؛

اور جس قدر بھی ایسے اشیاء خریدی گئیں - جن کا نرخ دوران سال میں گر گیا تھا - اس سے سٹور کو اس سال تقریباً تین ہزار روپیہ نقصان اٹھانا پڑا - اور اگر یہ اجناس پہلے سال کیطرح زیادہ مقدار میں خرید کی جاتیں تو سٹور کو زیادہ نقصان پہنچتا اور وہ اشیاء یہ ہیں - جن کے نرخ گر جانے کی وجہ سے سٹور کو تقریباً تین ہزار روپیہ نقصان پہنچا -

نام جنس یا چیز	نرخ بوقت خرید	نرخ بوقت فروخت
چری	سے فی من	للعہ فی من
گندم	۶مہ سے ۷ من	للعہ سے ۱۰ چھ فی من تک
گھی	ماعہ فی من	تقریباً سعہ روپیہ فی من
بنولے	۶مہ ۱۱ فی من	للعہ سے للعہ فی من تک
مکی	۶مہ فی من	ے سے ہہ فی من تک
ماش	سے فی من	ہہ فی من تک
گڑ	لعہ سعہ فی من	ے سے سعہ فی من تک
تیل کرارہ	لعہ سہ فی من	للعہ سعہ فی من

دوران سال میں قادیان کے ضروریات کو مدنظر رکھ کر منیجر صاحب سٹور نے عمارتی لکڑی اور بھٹہ خشت کا کام جاری کر دیا - لیکن گاڑیوں کے بند رہنے اور کوئلہ کا کنٹرول ہو جانے کے سبب ان کاموں میں بھی مشکلات رہیں - تقریباً یہ کام ادھورا ہی رہا - مگر پھر بھی ماہ فروری میں ۱۹۲۰ء میں خشت پختہ کی بکری شروع ہو گئی - ورنہ اگر کوئلہ وغیرہ کے مشکلات نہ ہوتیں - تو اور بھی منافع میں فرونیت ہو جاتی - تاہم خدا کا فضل ہوا - کہ سال ختمہ میں باوجود اس کے کہ سٹور کو بعض اشیا میں نقصان اٹھانا پڑا اور عمارتی لکڑی اور بھٹہ کا کام بھی گاڑیوں کی بندش کے سبب قریباً خاطر خواہ نہیں چلا - پھر بھی سٹور کو حیثیت مجموعی ۷-۶-۳۱۷۲ روپیہ کے تجارت پر مبلغ ۱۰ - ۱۲ - ۴۸۷ منافع ہوا - اس منافع کی اوسط ۹ فیصدی بنتی ہے اور بعد منہائی زکوٰۃ جو اصل منافع حصہ داروں کو ملتا ہے - اسکی اوسط ۸ فیصدی ہوتی ہے -

سٹور کا انتظام ترقی اسلام کے ماتحت تھا گو یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس کے منافع میں سے ۱/۴ حصہ ترقی اسلام کیلئے وضع کیا جاویگا چونکہ اس سال منافع کم ہوا ہے - اس لئے مناسب سمجھا گیا - کہ ترقی اسلام کا ۱/۴ حصہ منافع سے وضع نہ کیا جاوے - بلکہ تمام منافع حصہ داروں ہی کو دیا جاوے - ہاں زکوٰۃ حصہ داروں سے ضرور لی جاویگی - جو خدا تعالیٰ کا فریضہ حق ہے - جس کا ادا کرنا ہر ایک مسلمان کیلئے فرض ہے اس لئے جیسا کہ بتایا گیا ہے - اس دفعہ ترقی اسلام کا حصہ منافع میں سے نہیں کاٹا گیا - اس لحاظ سے یہ منافع ۸ فیصدی نہیں رہا - بلکہ تقریباً ۱۰ فیصدی بن گیا - کیونکہ اگر ۱۰ فیصدی منافع ہوتا - اس میں سے ۱/۴ حصہ ترقی اسلام کا کٹ کر پھر ۸ فیصدی منافع حصہ داروں کو مل سکتا تھا - جو اسوقت دیا جا رہا ہے ؛

اس کمی منافع کا مجھے خود افسوس ہے - جو گذشتہ سے پیوستہ سال کی نسبت کم حاصل ہوا ہے - جسکا پیش آمدہ واقعات موجب ہوئے ہیں آئندہ کیلئے میں دست بدعا ہوں - کہ خدا تعالیٰ آپ صاحبان کے مالوں میں برکت ڈالے اور نیز میں کارکنان سٹور سے امید کرتا ہوں - کہ وہ سٹور کی تجارت کو ہر طرح زیادہ نفع مند بنانے کی کوشش کریں گے اور زیادہ بیدار مغزی اور تندہی اور توجہ سے کام لیکر گذشتہ کمی منافع کی تلافی میں کوشاں رہینگے - جس سے انکی اپنی ذاتی ترقیات بھی وابستہ ہیں اور میں حصہ داران سٹور سے خاص طور پر درخواست کرتا ہوں کہ آپ صاحبان سٹور کو پہلے سے بھی زیادہ مستحکم اور مضبوط بنانے کی کوشش و ہمت فرمادینگے - ہر ایک حصہ دار کی خدمت میں ان کا سالانہ

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

نئی کتب

حربۂ آسمانی محکمات اور متشابہات کے متعلق لطیف بیان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کے متشابہ پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محکم پیشگوئیوں کو پیش کر کے تبلیغ احمدیت کا حق ادا کیا گیا ہے - اسی ضمن میں مولوی ثناء اللہ امرتسری والی پیشگوئی کی دلچسپ اور مدلل پیرایہ میں وضاحت کی گئی ہے - قیمت ۳؍

معاہدۂ ترکیہ - حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ کا جدید مضمون جو الہ آباد کی کانفرنس کیلئے حال میں شائع ہوا ہے - ۲؍

جدید پنجابی کتب

مسیح بیان - وفات مسیح پر دلچسپ اور مقبول نظم ہے قیمت ۲؍

نشان مہدی - دلچسپ اور لطیف پنجابی سی حرفی ہے - ۱؍

سلسلہ احمدیہ کی کل کتب کے ملنے کا پتہ

احمدیہ کتاب گھر قادیان

فاروقی خضاب ۱۲/

یہ خضاب نیا ایجاد جس کا نشان (ٹریڈ مارک) منارۃ المسیح ہے - بالوں کو سیاہ کرنے میں لاثانی ہے - اس کو لگا کر باندھنے وغیرہ کی کوئی دقت نہیں - چند منٹوں میں بال سیاہ ہو کر مثل ریشم کے ہو جاتے ہیں - کسی قسم کی سوزش یا تکلیف مثل بعض دیگر خضابوں کے اس کے لگانے سے نہیں ہوتی - عورتوں اور مردوں کو یکساں مفید ہے - ایک لمبے تجربہ کے بعد ہم یہ کہنے کے قابل ہو گئے ہیں - کہ ہمارا خضاب عمدگی اور ارزانی میں موجودہ تمام خضابوں سے بڑھ کر ہے - ایک بار تھوڑے پیسے خرچ کر کے اس کو منگا کر آزمائیے - اگر واقعی اچھا ہو - تو ہمیشہ لگائیے - ورنہ پھر کبھی اس کے نزدیک نہ جائیے - یا تو چند پیسے ہم نے ایک مرتبہ آپ سے ٹھگ لئے یا انشاء اللہ ہمیشہ کیلئے آپ ہمارے خریدار ہو گئے - آزمائش شرط ہے یہ کوئی ہانڈی نہیں - جو ایک دفعہ چولہے پر رکھتے ہی جل جاوے - قیمت ایک شیشی ایک آونس ۸؍ برش ۱۲؍ - قیمت تین شیشی ایک برش ۱؍۱۰ - چھ شیشی ایک برش ۳؍ - محصول ڈاک معہ پیکنگ خرچ ایک شیشی ۵؍ - تین شیشی ۸؍ - چھ شیشی ۱۲؍ - بارہ شیشی ۱؍

عمرانیڈ برادرز دار الفضل سٹریٹ فاروق منزل قادیان ضلع گورداسپور۔

اس سرمہ کے استعمال سے میں نے عینک لگانی چھوڑ دی ۸؍

یہ سرمہ مروارید ی - جو کہ مروارید اور ماميران وغیرہ قیمتی اجزا سے تیار کیا گیا ہے - ازالہ ضعف بصارت کیلئے اکسیر ہے - چار سال عینک لگانے کے بعد جب میں نے اس کا استعمال کیا تو خدا کے فضل سے جلد ہی عینک کی ضرورت نہ رہی - اب چھ سال سے عینک یاد نہیں - اور بھی ضعف بصارت کے بیشمار مریضوں پر خدا کے فضل سے اس کو مفید پایا - ضرور بضرور فائدہ اٹھائیں - قیمت فی تولہ ۸؍

خاکسار حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ

رفیق حیات

قادیان دارالامان کا علمی طبی - تاریخی - ادبی ماہوار رسالہ نمونہ کا پرچہ ۸ کے وی پی میں - تاریخ اشاعت مہینے کی دس

قیمت سالانہ ... ایڈیٹر ابو محمد محفوظ الحق علمی احمدی مولوی فاضل

خریداریں کر جسمانی و روحانی فوائد سے بہرہ مند و لطف اندوز ہوں

ملنے کا پتہ مینیجر رسالہ رفیق حیات قادیان - ضلع گورداسپور - پنجاب

کشمیری مال منگوانے کا سہل طریق

میں اپنے احمدی بھائی و دیگر خواہشمند لوگوں کو مطلع کرتا ہوں - کہ وہ کشمیری مال ہر قسم میری معرفت منگا سکتے ہیں - انشاء اللہ بہت کم کمیشن پر مال روانہ کیا جاوے گا - دس فی صدی روپیہ ہمراہ آرڈر آنا ضروری ہے

محمد اسمٰعیل احمدی - جنرل مرچنٹ و کمیشن ایجنٹ

زینہ کدل سری نگر کشمیر

اشتہار ۸؍

حبوب دافع جملہ امراض معدہ

یہ گولیاں جملہ امراض معدہ کیلئے نہایت مفید ہیں - سوء ہضمی کھٹے ڈکار درد معدہ کو چند دنوں کے متواتر استعمال سے کلیتہً رفع کر دیتی ہیں کاسر ریاح ہیں پیچش اور سنگرہنی کی حالتیں بھی نہایت مفید ثابت ہوئی ہیں - ان کا باقاعدہ استعمال چند ہی دنوں میں معدہ کی سب شکایات کو رفع کر دیتا ہے - زیادہ تعریف فضول ہے ایک دفعہ آزمائش شرط ہے پیکٹ مجموعہ پچاس گولیاں ۸؍ - شیخ احمد - احمدی معرفت - تخلیص ظفروال ضلع سیالکوٹ

کتاب الاثمار ۸؍

اس کتاب میں ہندوستان کے خوش طعم پھلوں کی کاشت - پرورش اور حفاظت کا ذکر ہے - "الزراعۃ لاہور" - کی رائے ملاحظہ ہو "ہمارے خیال میں کاشتکاروں اور زمینداروں اور خصوصاً ان صاحبوں کو جو شوقیہ طور پر باغ یا باغیچہ لگایا کرتے ہیں عموماً اس کتاب سے بہت مدد ملیگی

قیمت صرف ۱۲؍

حمیدیہ بک ایجنسی بٹالہ - ضلع گورداسپور (پنجاب)

تریاق دمہ

صاحبان تریاق دمہ کی تعریف کرنیکی چنداں ضرورت نہیں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں - کہ میں ایک عرصہ تک بیمار رہنے کیوجہ سے دوائی تیار نہیں کر سکا - بہت سے دوستوں کے آرڈر آئے - اور میں نہیں بھیج سکا - معذور تھا - اب محض خلق اللہ کی بھلائی کیلئے پھر یہ کام شروع کیا ہے جن دوستوں نے پہلے آرڈر دیئے ہیں - ان کو بھی چاہیئے - کہ دوبارہ تحریر کریں - تاکہ دوائی بھیجی جاسکے - تریاق دمہ کے متعلق ایڈیٹر صاحب اہل سنت والجماعۃ اپنی اخبار میں تحریر فرماتے ہیں - کہ خواجہ معین الدین صاحب کا ایجاد کردہ تریاق دمہ ہم نے استعمال کرایا - واقعی دمہ یعنی ضیق النفس کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - یہ مرض بھی نہایت خطرناک ہو - مگر امید ہے - کہ اس کے استعمال سے اس موذی مرض سے نجات حاصل ہوگی - قیمت فی شیشی ۳؍ - علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ - خواجہ معین الدین - قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

تریاق بصر

جس دوست کو آنکھوں کی ذرا بھی شکایت ہو - فوراً ہماری ایجاد کردہ تریاق بصر استعمال کرے - خدا کے فضل سے بہت جلد نجات حاصل ہوگی آنکھوں کی قدر کرو - اگر ان کے متعلق کوئی شکایت ہو تو اس کے علاج میں سستی نہ کرو - یہ سرمہ استعمال کرنے سے آنکھوں کے متعلق کوئی شکایت نہ رہیگی - بچے - جوان - بوڑھے سب استعمال کر سکتے ہیں خصوصاً طلباء کیلئے بہت مفید ہے - قیمت فی تولہ ۸؍

ملنے کا پتہ خواجہ معین الدین قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ممالکِ غیر کی خبریں

جنرل ڈائر اور فوجی کونسل جنرل ڈائر کو فوجی کونسل کے بقصور قرار دینے کی جو خبر شائع ہوئی اسکے متعلق سر ہربرٹ کریڈی پرائیویٹ سکرٹری وزیر جنگ نے ڈیلی میل کو لکھا ہے۔ کہ فوجی کونسل ابھی اس بارے میں کسی فیصلہ پر نہیں پہونچی ہے ٭

(لنڈن - ۲۱ جون) طہران کا ایک تار مظہر ہے

ایران کی حالت کہ رشت میں نام نہاد سوویٹ گورنمنٹ کے سر کردہ کشاک خان نے بالشویکی توپوں سے رشت میں ایرانی کاسکوں پر حملہ کیا۔ چار روسی افسر اور تین ایرانی سپاہی مارے گئے۔ روسی کمانڈر بولنسل نے باقی چار سو کاسکوں سمیت اطاعت قبول کر لی ٭

(لنڈن - ۲۱ جون) بقول "ڈیلی اکسپریس"

ایران کے لئے امداد وزارت نے ایران سے برٹش افواج کی واپسی کے مطالبہ کو مسترد کر دیا ہے۔ اور طہران کو معقول فوجی امداد دی جائیگی ٭

لنڈن ۲۱ جون - مسٹر بونر لا نے

اخراجات عراق عرب کا مسئلہ دارالعوام لنڈن میں بیان کیا۔ جب تک عراق عرب کی آیندہ گورنمنٹ مرتب نہ کی جائیگی اسوقت تک نئی مراعات تفویض کرنے کے لئے کوئی حاکم مجاز نہیں ہو سکتا۔ گورنمنٹ عراق عرب میں ۲ کروڑ ۴۰ لاکھ پونڈ سالانہ خرچ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ اور افواج میں اسی سال بتدریج تخفیف کر دی جائے گی ٭

قسطنطنیہ ۱۷ جون - محاذ اسعد

برطانی چوکی پر ترکوں کا حملہ پر جو انگریزوں کی بیرونی چوکی ہے۔ جسمیں پنجابیوں کی بھی ایک کمپنی تھی۔ ترکوں نے اچانک اسکے گرد گھیرا ڈال لیا۔ برطانی کمان افسر نے پیچھے ہٹ جانے کا فیصلہ کیا۔ قوم پسند ترک کمانڈر اسبات پر راضی ہو گیا کہ پیچھے ہٹنے میں ان کی مزاحمت نہ کی جائیگی۔ مگر جب ایک دستہ گذر چکا۔ تو ترک افسر نے بد عہدی کی۔ اور قلب لشکر پر آتش باری کی۔ جس سے تین آدمی زخمی ہوئے۔

لیگ اقوام کے ممبروں کا چندہ - لنڈن - ۱۷ جون - پارلیمنٹ میں مسٹر سیسل ہارمسورتھ نے ایک سوال کے جواب میں بیان کیا۔ کہ قوموں کی لیگ کے ممبروں نے اسوقت تک اس لیگ کے فنڈ میں ایک لاکھ ستر ہزار پونڈ کی رقم دی ہے

مسٹر بالفور نے بیان کیا کہ قوموں

عہدناموں کی رجسٹری کی لیگ کا دفتر دسمبر تک مستقل طور پر لنڈن میں رہے گا۔ اس دفتر میں عہدناموں کی رجسٹری کرائی جایا کریگی۔ اور کوئی عہدنامہ جس کی رجسٹری اس دفتر میں نہیں کرائی جائیگی۔ جائز نہیں سمجھا جائیگا۔

نیویارک کا ایک تار مظہر ہے

مسٹر ولسن کا چیلنج منظور کہ مسٹر ہارڈنگ نے جو جمہوریت پسند پارٹی کی طرف سے امریکہ کے امیدوار پریزیڈنٹ ہیں مسٹر ولسن کا یہ چیلنج منظور کر لیا ہے۔ کہ عہدنامہ صلح کو تمام ملک کے سامنے پیش کیا جائے۔ مسٹر ہارڈنگ نے اعلان کیا ہے کہ امریکہ کی قومیت کو محفوظ رکھنے کے متعلق جمہوریت پسند پارٹی کے رویہ پر عام طور پر اظہار پسندیدگی کیا جائے۔

لنڈن ۱۸ جون - لنکا شائر میں

انگلستان میں کپڑے کے کارخانوں میں ہڑتال کپڑے کے کارخانوں کا کام رک جانے سے بہت بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔ خبر ملی ہے کہ ڈاروِن اور بہ تلے میں کرگھوں کی ایک بھاری تعداد بیکار ہے

عیسائی اشتراکی انجمنیں ہنگری کا

ہنگری کا بائیکاٹ مقاطعہ توڑنے میں انتہائی کوشش سے کام کر رہی ہیں۔ مگر اشتراکیوں کی تعداد ان سے بہت زیادہ ہے۔ بوڈاپسٹ کے ایک تار میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ بائیکاٹ کا اثر اب تک بہت کم ہوا ہے۔ کیونکہ زیکو سلاونی رومانیہ اور زگوسلافی کی ریل کا سلسلہ باقاعدہ جاری ہے

لنڈن - ۲۲ جون -

صلحنامہ ترکی کی ترمیم کا سوال ترکی شرائط صلح کی تنسیخ کی افواہوں کے متعلق سرکاری حلقوں میں یہ خبر مشہور ہو رہی ہے۔ کہ جب تک ترکی جواب موصول نہ ہو۔ اسوقت تک صلحنامہ کی نظر ثانی کے مسئلہ پر غور ممکن نہیں۔ ترکوں کو اجازت دیگئی ہے کہ ۲۷ جون تک اپنا جواب پیش کریں ٭

ترکی معاہدہ پر دستخط کرنیسے انکار پیکن ۲۰ جون - چین کی مجلس وزراء نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ترکی معاہدہ پر دستخط نہیں کریگی

ہندوستان کی خبریں

ہندوستان سے برازیل کو مویشیان کی روانگی جہاز چکیا سا پر ہندوستان سے برازیل کو مویشی لے جائے جا رہے ہیں .... یہ جنگ کے بعد پہلا موقعہ ہے۔ کہ ہندوستانی مویشی باہر جا رہا ہے۔

مسٹر رنگا سوامی آئنگر

ریلوے ہڑتال کا معاملہ وائسرِیگل کونسل میں آئندہ اجلاس وائسریگل کونسل میں ایک ریزولیوشن اس مطلب کا پیش کرینگے کہ ریلوے بورڈ میں ایک ہندوستانی ممبر بھی مقرر کیا جائے۔ مسٹر چندا نے ایک ریزولیوشن اس مطلب کا پیش کرینگے۔ کہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے متعلق تحقیقات کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی جائے۔ جسمیں سرکاری اور غیر سرکاری ممبروں کی تعداد برابر برابر ہو۔

اس ریزولیوشن کے

ہندو مسلمانوں کے تنازعات کا انسداد تعلق میں جو ماہ نومبر میں مدراس میں لیجسلیٹو کونسل میں پاس ہوا تھا۔ گورنمنٹ مدراس نے ۱۶ ممبروں کی ایک غیر سرکاری کمیٹی مقرر کی ہے۔ جسمیں آٹھ ہندو اور آٹھ مسلمان شامل ہیں۔ اور جس کے صدر سر پی سی۔ سوا۔ سوامی آئر ہیں۔ جو اس سوال پر غور کریگی۔ کہ جلوسوں کے وقت مساجد کے سامنے تاشہ باجا بجانے پر جو ہندو مسلمانوں کے مابین عموماً فساد ہو جاتا ہے۔ اس کا آشتی کے ساتھ کیا حل ہو سکتا ہے ٭

کلکتہ میں ایک اینگلو انڈین گرفتار

اینگلو انڈین سارق کیا گیا ہے۔ ملزم نے ایک بنگالی جنٹلمین کی سائیکل چرائی تھی۔ ملزم مع سائیکل گرفتار ہوا ہے۔ اور عدالت میں پیش کیا جانیوالا ہے ٭

یکم اگست آیندہ سے گوروں

انگریز سپاہیوں کی تنخواہ کے بونس کے متعلق جو انتظامات کئے گئے تھے۔ اسکے متعلق اب صاحب وزیر ہند نے اعلان کیا ہے کہ یہ حکم ان سولجروں پر عاید نہیں ہو گا۔ جو ہندوستان میں موجود ہیں۔ اور جن کو نئی شرح تیادلہ تنخواہیں نہیں دی جا رہی ہیں ٭

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب ... قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)